ہم ہر کام اس کی رضا اور خوشنودی کیلئے کرنے والے ہوں اور شیطان کا کوئی حصہ بھی ہمارے اعمال میں نہ ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍دسمبر ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

(غیر مطبوعہ)

☆ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت شیطانی طاقتوں اور طاغوتی تدبیروں کے نتیجہ میں مرا نہیں کرتا۔

☆ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی نصرتوں کو جذب کر کے خدا تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے والی ہے۔

☆ جلسہ سالانہ ہماری جماعت کی تدریجی ترقی کا ایک پیمانہ ہے۔

☆ اگر کسی وقت ایک کروڑ سے زیادہ مہمان آئیں گے تو خدا تعالیٰ انتظامات کر دے گا ہر احمدی کو اِس یقین سے پُر ہونا چاہئے۔

☆ جلسہ سالانہ پر ضیاع کا ہر سوراخ بند کر دو اور خدا تعالیٰ کے کھانے میں سے ایک لقمہ بھی ضائع نہ ہو۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

انسان جب درخت لگاتا ہے۔ تو اس کے لگائے ہوئے درختوں میں سے بہت سے درخت مر جاتے ہیں۔ بعض دفعہ باغوں میں سو میں سے نوے درخت مر جاتے ہیں۔ اور باغبان کو پھر نئے سرے سے محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے کوئی درخت لگاتا ہے۔ تو وہ درخت مرا نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات اور ان صفات کے جلوے اس کی حفاظت کے لئے آسمان سے اُترتے ہیں اور اسے ہر ایسی بیماری سے محفوظ رکھتے ہیں جو اس قسم کے درختوں کے لئے مہلک ہوتی ہے۔ جب تک کہ وہ درخت اپنی عمر کو پورا نہیں کر لیتا۔ جس عمر کا فیصلہ آسمانوں میں خدا تعالیٰ کی اُمّ الکتاب میں موجود ہوتا ہے جب وہ مقررہ گھڑی آتی ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ کے لگائے ہوئے درخت مرا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے الٰہی جماعتوں اور سلسلوں کی شکل میں جو درخت لگائے ہیں اگرچہ وہ اپنی مدت معینہ تک زندگی اور بہار کے جلوے دکھاتے رہتے ہیں۔ لیکن ان درختوں کی بھی بعض ٹہنیاں خشک ہو جایا کرتی ہیں جیسا کہ قانون قدرت ہمیں دکھاتا ہے کہ دنیا میں زندہ درختوں کی بعض ٹہنیاں خشک ہو جاتی ہیں اور وہ خشک ٹہنیاں ہی دراصل ان کی زندگی کا ایک بین ثبوت ہوتی ہیں۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کے لگائے ہوئے درختوں کی بعض ٹہنیاں اپنی بدقسمتی کے نتیجہ میں خشک ہو جاتی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت شیطانی طاقتوں اور طاغوتی تدبیروں کے نتیجہ میں مرا نہیں کرتا اس زندگی کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے معیار اور پیمانے بتائے ہیں۔

ایک پیمانہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لگائے ہوئے درخت کی زندگی (جو اللہ تعالیٰ کے منشا کے مطابق ایک معینہ وقت تک ہوتی ہے) اور اس کی بقاء کا یہ بتایا ہے کہ

اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔(الانبیاء:۴۵)

یعنی جو پودے اللہ تعالیٰ کے لگائے ہوئے ہوتے ہیں ان میں تدریجی ارتقا اور تدریجی کامیابی اور تدریجی ازدیاد مفاد اور تدریجی حسن اور خوبصورتی میں زیادتی پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ ایسے درختوں کے متعلق میرا یہ قانون ہے کہ میں دنیا (مخالف دنیا) کو بتدریج کم کرتا چلا جاتا ہوں اور اپنے قائم کردہ سلسلہ کو آہستہ آہستہ اور بتدریج بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ فعلی شہادت اس بات کی بیّن دلیل ہوتی ہے۔ کہ یہی سلسلہ اور یہی جماعت غالب آنے والی ہے۔ عقل بھی اسی نتیجہ پر پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی یہی ہے اس لئے فرمایا ان حالات میں اگر وہ اپنی عقل سے کام لیں تو کیا وہ اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کہ وہ غالب آجائیں گے۔ عقل اس نتیجہ پر نہیں پہنچتی اس کے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہمیں یہ بتاتا ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے اپنی عمر گزار چکتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک اس کے بالکل برعکس ہو جاتا ہے۔ یعنی ان پر تدریجی ترقی، تدریجی بڑھاؤ اور تدریجی نشو و نما کے مقابلہ میں تدریجی تنزل اور تدریجی ہلاکت کا قانون لاگو ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔
(مریم:۶۰)

کہ ایک مدت کے بعد الٰہی سلسلوں میں ایک ایسی نسل پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے ذکر کو اس کی یاد کو اور اس کی عبادت کو بھول جاتی ہے اور دنیا کے کیڑے بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان حالات میں اس نسل پر ہمارا یہ قانون لگتا ہے۔ کہ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا(''غَيٌّ'' کے ایک معنی ہلاکت کے بھی ہیں) انہیں تدریجی ہلاکت کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

آپ دوست اگر اپنی تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے بلکہ جو شخص بھی سوچے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے کہ

اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔(الانبیاء:۴۵)

کہ کناروں سے زمین کو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے چھوٹا کرتا چلا جاتا ہے اور اس جماعت کے اندر اس نسبت کے ساتھ وسعت پیدا کرتا چلا جاتا ہے اور یہ پختہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ جماعت مغلوب

ہونے والی نہیں۔ بلکہ غالب ہونے والی اور فاتح ہونے والی اور خدا تعالیٰ کی نصرتوں کو جذب کر کے خدا تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے والی اور بنی نوع انسان کے دلوں کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے جیتنے والی ہے۔

اس تدریجی ترقی کا ایک پیمانہ ہمارا جلسہ سالانہ ہے جب تک افسر جلسہ سالانہ کے طور پر کام کر رہا تھا، تو میں نے پہلے جلسہ سے لے کر اس وقت تک کے تمام جلسوں کی حاضری کا ایک چارٹ یعنی گراف بنایا ہے۔ میں نے دیکھا کہ سوائے اس کے کہ کوئی سال خاص طور پر اس جماعت کو عام رفتار کی نسبت اپنی طرف زیادہ متوجہ کرنے والا ہو اور اس سال جلسہ سالانہ میں آنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہو مثلاً حضرت مصلح موعودؓ کی جوبلی کا جلسہ تھا یہ جوبلی ہم نے دعاؤں کے ساتھ گریہ وزاری کے ساتھ اور مبارک مقامات پر مبارک اجتماع کے ساتھ منائی تھی اس میں آنے والوں کی تعداد خاص طور پر اس سے پہلے سال کی نسبت سے بھی اس کے بعد جو سال آیا اس کی نسبت بھی بہت بڑھ گئی۔ چند استثنائی سالوں کو چھوڑ کر میں نے دیکھا کہ گراف کی لکیر تدریجی طور پر اوپر چڑھتی چلی جاتی ہے اور آج تک ہمارے جلسوں کا یہی حال ہے۔

غرض جلسہ سالانہ ہماری جماعت کی تدریجی ترقی کا ایک چھوٹا سا پیمانہ ہے اور بھی بہت سے پیمانے ہیں لیکن چونکہ اس وقت میں اپنے دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق توجہ دلانا چاہتا ہوں، اس کے لئے میں نے اسی ایک پیمانہ کا ذکر کیا ہے۔ دوستوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اس سال جلسہ سالانہ پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے (جیسا کہ میں نے بتایا ہے) ضرور پورے ہوتے ہیں۔ لیکن ان وعدوں کا پورا ہونا انسان کو غافل نہیں کیا کرتا۔ کیونکہ جس طرح اس دنیا کے درختوں کے اندر ہمیں سوکھی ٹہنیاں نظر آتی ہیں۔ اسی طرح الٰہی سلسلوں کے اندر بھی ہمیں کچھ خشک ٹہنیاں نظر آتی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ اس بات سے خوف کھاتے رہنا چاہئے اور ڈرتے رہنے چاہئے کہ کہیں اپنی بدقسمتی اور اپنی غفلت اور اپنے گناہ اور اپنی بے پرواہی کے نتیجہ میں ہم ہی وہ خشک ٹہنیاں نہ بن جائیں اس کے لئے ہر فرد بشر کو جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتا ہے کوشش کرنی چاہئے کہ وہ ان مبارک ایام میں اپنے چھوٹے چھوٹے ہرجوں کا خیال نہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیمِ محمدی قرار دیا ہے۔ جلسہ سالانہ میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کریں۔ محمد رسول

اللہ ﷺ جس طرح تمام انبیاء کو اپنے وجود میں لئے ہوئے تھے اسی طرح تمام انبیاء کا وجود مختلف وقتوں میں ایک ایک دو دو نبیوں کی شکل میں بطور ظل کے اُمت محمدیہ میں پیدا ہوتا رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے کامل ظل تھے۔ اس لئے آپؑ کے وجود میں تمام انبیاء کی شکل ہمیں نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپؑ کے الہامات میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مختلف انبیاء کا نام دیا ہے۔ اور یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ظلیت کے طفیل ہے آپؑ کو ابراہیم بھی کہا گیا ہے اور جس طرح ہم آپ کو مسیح محمدی کہتے ہیں اسی طرح ہم آپ کو ابراہیم محمدی بھی کہہ سکتے ہیں پس اے ابراہیمِ محمدی کے پرندو! تمہارا وہ زبردست امام جس نے نبی کریم ﷺ کی تعلیم پر پورے طور پر عمل کرتے ہوئے اور آپ میں کلی طور پر نہاں ہو کر آپ ہی کی چادر اوڑھی اور خدا تعالیٰ کے الہامات میں اسے مختلف انبیاء کے ناموں سے پکارا گیا ہے آپ کو آواز دے رہا ہے کہ اس جلسہ میں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اعلائے کلمہ اسلام کے لئے جاری کیا گیا ہے شمولیت کے لئے اپنا ہرج کر کے بھی مرکز میں آؤ۔ جماعت کے دوستوں کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ حضورؑ کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ میں شمولیت کریں۔

اس میں شک نہیں کہ رمضان کی وجہ سے ہمیں جلسہ سالانہ کی تاریخیں بدلنی پڑی ہیں اور تاریخوں کی اس تبدیلی کے نتیجہ میں بعض دوستوں کے لئے پہلے کی نسبت رخصت حاصل کرنے میں زیادہ دقتیں ہوں گی یہ صحیح ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہمارے راستہ میں روکیں خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں وہ آواز جو ہمارے کانوں میں اپنے امام اپنے مہدی، اپنے مسیح، اپنے ابراہیم محمدی اور محمد رسول اللہ ﷺ کے فرزند جلیل کی گونج رہی ہے کہ یہ جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ نے خود جاری کیا ہے اور تمہیں اس میں اپنے ہرجوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شامل ہونا چاہئے یہ روکیں اس پیاری آواز کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں دنیا اس پیمانہ سے بھی آپ کو دیکھتی ہے اور دیکھتی رہے گی۔

کئی دفعہ ہم سوچتے ہیں کہ جب جلسہ سالانہ پر ایک لاکھ نہیں ایک کروڑ اور پھر کسی وقت اس سے بھی زیادہ آدمی آئیں گے تو ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوگا ان کے رہنے کا انتظام کیا ہوگا۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ وہ انتظام کس شکل میں ظاہر ہوگا لیکن ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے انتظام کے کوئی سامان پیدا کر دے گا ہمیں اس کی فکر کرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ خدا تعالیٰ کا

کام ہے اور یہ ہوتا رہے گا ہر احمدی کو اس یقین سے پر ہونا چاہئے۔

ایک دفعہ جب میں افسر جلسہ سالانہ تھا۔ ہمارا ایک ٹھیکیدار جو جلسہ سالانہ کے موقع پر نانبائیوں کا ٹھیکہ لیا کرتا تھا۔ میرے پاس آیا ہم غالباً اُجرت پر متفق نہیں ہو رہے تھے وہ زیادہ اُجرت مانگ رہا تھا اور میں اتنی اُجرت دینا نہیں چاہتا تھا۔ یا شاید وہ سارے لنگروں کا ٹھیکہ مانگ رہا تھا اور میں ٹھیکہ مختلف آدمیوں کو دینا چاہتا تھا بہرحال کوئی اس قسم کی بات تھی۔ وہ کہنے لگا میاں صاحب! پھر تسیں چاولوں کا انتظام کر چھوڑنا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں ایسا فتنہ پیدا کروں گا کہ کوئی نانبائی جلسہ سالانہ ربوہ میں نہیں آئے گا مجھے غصہ بھی آیا لیکن میری توجہ اپنے ربّ کی طرف مبذول ہوئی اور میں نے اسے کہا ٹھیک ہے، تم سے جو ہو سکتا ہے کرو اگر جلسہ سالانہ پر کوئی نانبائی نہ آیا تو ہم یہ نظارہ دیکھیں گے کہ آسمان سے فرشتے اُتریں گے اور وہ روٹیاں پکائیں گے اس لئے مجھے کوئی فکر نہیں تم یہاں سے چلے جاؤ اور جلسہ سالانہ کے دنوں میں بھی تم ربوہ نہ آنا بلکہ باہر کے نانبائیوں کو روکنے کے لئے جو تدبیر تم کر سکتے ہو کرنا۔

غرض فرشتے تو بہرحال ہمارے لئے آسمانوں سے نازل ہوتے ہیں لیکن چونکہ یہ تدبیر کی دنیا ہے اس لئے وہ ہمارے لئے تدبیر کرتے ہیں اس ٹھیکہ دار نے غصہ کا اظہار بھی کیا ہوگا اور ممکن ہے اس نے نانبائیوں کو روکنے کی کوشش بھی کی ہو یا ممکن ہے فرشتوں نے آکر اس کے دل کو پکڑ لیا ہو اور اسے کہا ہو کہ اس قسم کی بیہودہ بات تمہارے منہ سے نکلی ہے تم توبہ و استغفار کرو ورنہ ہم تمہیں پکڑتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے کبھی ہمارے راستہ میں اس قسم کی روک نہیں پیدا کی کہ ہمارا کام ناکام ہو جائے یہ صحیح ہے کہ بعض دفعہ ہمیں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے بعض دفعہ ہم اپنے عزیز بھائیوں سے یہ درخواست کیا کرتے ہیں۔ کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں ذرا احتیاط برتو۔ کھانے کا زیادہ ضیاع نہ ہو یا تم تین روٹیوں کی بجائے اڑھائی روٹیاں کھا لو۔ وقتی طور پر اس قسم کی تکلیف ہو جاتی ہے کہ روٹیوں میں کچھ کمی ہو جاتی ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ کام بند ہو جائے اور کسی کو کچھ سمجھ نہ آئے کہ مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا ہے۔ میں اس وقت تفصیل میں نہیں جانا چاہتا یہ ایک علیحدہ تفصیل ہے کہ ان چند دنوں میں اتنی روٹی کے پک جانے کا انتظام ہی بڑا زبردست معجزہ ہے میں اس وقت اپنے دوستوں سے ایک بات تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ تمام روکوں کے باوجود اور تمام تکالیف کے باوجود جلسہ سالانہ کے موقع پر مرکز میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں تا کہ دنیا خدا تعالیٰ کی یہ بات اور یہ بشارت پھر پوری ہوتی دیکھے۔ کہ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ یعنی اس سال بھی جماعت کا قدم ترقی اور رفعت کی طرف اُٹھا ہے۔ تنزل اور پستی کی طرف نہیں اٹھا۔

دوسری بات جو میں اس وقت دوستوں سے کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ اس الہام کی بہت سی تفاصیل اور تشریحیں اور معانی ہمارے مختلف دوستوں کے ذہنوں میں آتے رہتے ہیں اور جماعت کے دوستوں کے سامنے بھی بیان ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن جب میں اس سلسلہ میں کل سوچ رہا تھا تو میری توجہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف گئی

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (المجادلہ:۱۲)

فَسَحَ کے مصدر اور ف س ح کے مادہ کے معنی بھی لغوی لحاظ سے وُسعت کے ہیں اور یہاں قران کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تمہیں کہا جائے کہ تم اپنی مجالس میں وسعت پیدا کرو تو تم اپنی مجالس میں وُسعت پیدا کر دیا کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے رحم اور اپنے فضل سے تمہارے لئے حقیقی وسعتیں پیدا کرتا چلا جائے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام وَسِّعْ مَكَانَكَ میں ایک زبردست بشارت بھی پائی جاتی ہے اور اس آیہ کریمہ کی روشنی میں اس الہام کے یہ معنی ہوں گے کہ جس وقت خدا تعالیٰ یا خدا تعالیٰ کے سلسلہ کو ضرورت ہو اس وقت اے مرکز کے رہنے والو! اے وہ لوگو! جن کے مکانات مرکز میں ہیں۔ تم اس قسم کی وسعت اپنے گھروں میں پیدا کر لیا کرو جس قسم کی وسعت مجالس میں پیدا کرنے کا اس آیہ کریمہ میں کہا گیا ہے اب اس آیہ کریمہ میں جس وسعت کا ذکر ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مجلس پہلے ۲۰x۲۰ فٹ کے ایریا اور جگہ میں ہو رہی تھی اب وہ ۵۰x۵۰ فٹ کے ایریا میں ہوتی ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلے ۲۰x۲۰ فٹ کے ایریا میں ۲۰ آدمی بیٹھے ہوئے تھے تو اب اس قدر جگہ میں اس حکم کی تعمیل کے نتیجہ میں مثلاً تیس یا چالیس آدمی بیٹھ گئے پس تَفَسَّحُوْا کھل جاؤ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تنگ ہو کر بیٹھو تا دوسرے لوگ بھی بیٹھ جائیں دوسرے آنے والوں کے لئے جگہ کھول دیں قرآن کریم نے ہمیں یہاں بتایا ہے کہ جگہ دو طرح کھلتی ہے۔ ایک تو اس طرح کہ جس شخص کے مکان میں تین کمرے ہیں۔ وہ تین کمرے اور بنا لے اور اگر تین کمروں کی بجائے چھ کمرے ہو جائیں تو اس جگہ میں وسعت پیدا ہو جائے گی یعنی پہلے تین کمرے تھے

اب چھ کمرے ہوگئے اور ایسے موقع پر مکان میں وسعت اس طرح بھی پیدا ہوتی ہے کہ پہلے اس شخص نے تین کمروں میں سے دو کمرے اپنے گھر کے لئے رکھے تھے اور ایک کمرہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے دیا تھا لیکن اب جس وقت جماعت کو زیادہ ضرورت پڑی تو اس نے تین کمروں میں سے دو کمرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے لئے جماعت کو دے دیئے اور ایک کمرہ اپنے لئے رکھا تو جہاں تک سلسلہ کی ضرورت کا تعلق ہے وہ مکان وسیع ہوگیا کیونکہ اس شخص نے ایک مزید کمرہ جماعتی اغراض کے لئے پیش کر دیا بالکل اسی طرح جس طرح مجلس میں وہ لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے تین ساڑھے تین یا چار سو کی جگہ لی ہوئی تھی لیکن جب کہا گیا کہ جگہ یا زمین تنگ ہوگئی ہے اور نئے آ کر بیٹھنے والے خدا تعالیٰ کے فضل سے زائد ہوگئے ہیں اس لئے کھل جاؤ اور ان نئے آنے والوں کے لئے جگہ بناؤ۔ تو وہ سمٹ گئے۔

اور اس طرح اسی جگہ میں مزید کچھ آدمیوں کے لئے بیٹھنے کے لئے گنجائش نکل آئی اور اس طرح ایک قسم کی وسعت پیدا ہوگئی۔ غرض وَسِّعْ مَكَانَكَ میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ ضرورت کے مطابق تم سمٹ جاؤ اور جماعتی کاموں کے لئے اپنے مکانوں میں وسعت پیدا کرو۔ پہلے تم جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک کمرہ جماعت کو دیتے تھے اب ایک سے زائد کمرے دو۔ پس کل جب میں اس الہام کے متعلق سوچ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اس طرف پھیری کہ دراصل اسے قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں کہنا چاہیئے جو میں نے ابھی پڑھی ہے اور اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ اس الہام میں بھی ایک بشارت ہے۔ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلس میں اور آدمی آ گئے ہیں تم ان کے لئے جگہ بناؤ۔ فَافْسَحُوا تم تنگ ہو کر بیٹھو اور آنے والوں کو جگہ دو يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وسعت کے سامان پیدا کر دے گا۔ اس آیت کا جو مفہوم ہے اس سے یہ معلوم ہوگا کہ یہاں کوئی معین وسعت مراد نہیں۔ بلکہ وسعت مکان کی بھی ہوتی ہے۔ وسعت اولاد کی بھی ہوتی ہے، وسعت اولاد سے خوشی میں بھی ہوتی ہے قرآن کریم کہتا ہے تم اپنی اولاد کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہاری آنکھوں کے لئے ’’قرۃ العین‘‘ یعنی ٹھنڈک بنائے اب اگر اس ٹھنڈک میں زیادتی ہو جائے تو یہ بھی ایک وسعت ہے۔ پھر وسعت دل کے حوصلہ میں بھی ہوتی ہے وسعت نیکیوں کی توفیق میں بھی ہوتی ہے۔ وسعت خدا تعالیٰ کے فضل میں بھی ہوتی ہے اس کی برکت میں بھی ہوتی ہے

اس کی رحمت میں بھی ہوتی ہے یہ ہر قسم کی وسعتیں اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور پھر اس رسول کے نائب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی مجلسوں میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے مطابق اپنے مکانوں میں وسعت پیدا کرو گے۔ یعنی خود سمٹ جاؤ گے تا کہ وسیع تر ایریا جماعتی اغراض کے لئے پیش کیا جا سکے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فضل اور رحم کر کے ہر لحاظ سے وسعت کے سامان پیدا کر دے گا۔ تمہارے مکانوں میں بھی زیادہ کمرے بن جائیں گے۔

اب دیکھ لو جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی اور غریب جماعت ہے لیکن جب ربوہ دنیا کے لئے حسد اور حیرت کا نشان چھوڑتا ہوا آباد ہوا۔ تو لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے کہ اس چھوٹی سی جماعت نے اپنے لئے ایک مرکز، ایک قصبہ کیسے آباد کر لیا۔ جس میں کئی کالج ہیں کئی سکول ہیں، ایک بڑا اچھا ہسپتال ہے۔ ان کے علاوہ ہزار ہا قسم کے خرچ ہیں جو جماعت نے کئے اور ہر قسم کی سہولت یہاں بہم پہنچائی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ اب سینکڑوں خاندان ایسے ہیں کمانے والے یہاں نہیں رہتے ان کے بیوی اور بچے یہاں رہتے ہیں وہ انہیں یہاں چھوڑ جاتے ہیں کیونکہ انہیں علم ہے کہ جتنی حفاظت ان کی بیویوں اور بچوں کی ان کی اپنی موجودگی میں کی جا سکتی ہے ان سے زیادہ محفوظ وہ اس وقت اس فضا میں ہیں کیونکہ ساری جماعت کی حفاظت انہیں حاصل ہے اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو جماعت کو اس کا دکھ پہنچتا ہے۔ لیکن لاہور جیسے بڑے شہر میں کسی کو یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ اس کے ہمسایہ میں کون بس رہا ہے اور اسے کوئی تکلیف یا کوئی ضرورت ہے یا نہیں۔ لیکن یہاں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہاں ہر ایک کی تکلیف اور دکھ کا جماعت کو احساس ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ قصبہ آباد ہو گیا اور اس کی آبادی میں ایک حصہ اس چیز کا بھی ہے کہ یہاں کے مکینوں نے ہمیشہ جماعتی ضرورت کے وقت اپنے اوپر تنگی وارد کرتے ہوئے بھی اپنے مکانوں کے بعض حصے پیش کر دیئے خصوصاً جلسہ سالانہ کے موقع پر۔

جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہم کھانا کے سلسلہ میں افراد کی تعداد کو چیک کرتے ہیں میں اس بات کا خود شاہد ہوں کہ بعض دفعہ ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص جو پچاس آدمی کا کھانے لے جا رہا ہے۔ اس کے پاس تو ایک کمرہ ہے۔ پھر پچاس مہمان کہاں ہوں گے کہیں کھانا تو ضائع نہیں ہو رہا لیکن جب وہاں جا کے دیکھا تو واقعی پچاس مہمان موجود ہوتے ہیں۔ اب حیرت انگیز بات ہے کہ اس چھوٹے سے کمرے

میں پچاس آدمی رات کیسے بسر کرتے ہیں۔ شاید رات کو فرشتے آ جاتے ہیں اور وہ اس کمرے میں اس قدر لچک پیدا کر دیتے ہیں کہ عارضی طور پر اس میں پچاس آدمی سما جاتے ہیں اور ہمیں تسلی ہو جاتی ہے کہ گو استثناء ہر جگہ ہوتا ہے اور منافق بھی ہر جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہماری جماعت دیانتداری کے بلند مقام پر قائم ہے چیک کرنے والوں کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے کیونکہ بہرحال شرمندگی کا سامان تو پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک شخص پر انہوں نے اعتبار نہ کیا اور خیال کر لیا کہ ممکن ہے اس کے ہاں اتنے مہمان نہ ٹھہرے ہوں لیکن چیک کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ واقعی طور پر اس کے ہاں اتنے مہمان ہیں سمجھ نہیں آتا کہ اتنی چھوٹی سی جگہ میں اتنے مہمان کس طرح گزارہ کر لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے علاوہ اس جگہ میں پچاس آدمی تو کیا چالیس آدمی بھی نہیں ٹھہر سکتے لیکن جلسہ سالانہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ ایسا فضل کرتا ہے۔ کہ ان مکانوں میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

پس اس سال جلسہ سالانہ پر پہلے کی نسبت زیادہ آدمیوں کو آنا چاہئے اور اگر اس سال پہلے کی نسبت انشاء اللہ زیادہ مہمان یہاں آئیں گے تو اس کے نتیجہ میں ربوہ کے رہنے والوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پہلے کی نسبت زیادہ کمرے اور زیادہ مکانیت سلسلہ کے نظام کو جو جلسہ سالانہ کے دنوں میں جاری ہوتا ہے پیش کریں تا کہ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی رہائش کا انتظام کیا جا سکے۔ پس میں اہالیان ربوہ سے یہ درخواست کروں گا اور اگر آپ ان فضلوں کے وارث بننا چاہتے ہیں جن فضلوں کی طرف قرآنی آیت کا ٹکڑا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ اشارہ کرتا ہے اور جن فضلوں کی قرآنی آیت کا یہ ٹکڑا بشارت دے رہا ہے تو پھر تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر صعوبتیں اُٹھا کر اور ہر قسم کا ہرج کرتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے جو بھائی یہاں آئیں ان کی رہائش کے انتظام کے لئے آپ زیادہ سے زیادہ مکانیت سلسلہ کو پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں آپ کے مکانوں میں بڑی برکت ڈالے گا۔ اگر آپ سوچیں اور دعائیں کریں اور اپنی نیتوں کو خالص رکھیں تو آپ خود اپنی زندگیوں میں ہی دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مکانوں کی وسعت کے سامان پیدا کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تیسری بات جو میں اس وقت کہنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں جیسا کہ حکومت

کی طرف سے بار بار اعلان ہو رہا ہے غذائی بحران پایا جاتا ہے جہاں تک حکومت سمجھتی ہے اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح نتیجہ پر پہنچی ہے حالانکہ ہمارے ہاں غذا کی اتنی زیادہ قلت نہیں لیکن ایک تو تقسیم میں بعض روکیں ہیں اور دوسرے بعض اور مسئلے بھی ہیں مثلاً بعض لوگ اپنے بخل کی وجہ سے اپنی حرص کی وجہ سے اور لالچ کی وجہ سے جنسوں کو دبائے رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ بہت ساری اور بھی چیزیں ہیں جن کے نتیجہ میں ملک کے اندر وقتی طور پر غذائی قلت پیدا ہوگئی ہے۔ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ بعض دوسرے ملکوں کی طرح جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو یہ کہیں کہ اس سال تھوڑا کھانا بلکہ جہاں تک کھانے کی تعداد اور کھپت کا سوال ہے۔اور جہاں تک کھانے کی کیفیت کا سوال ہے یعنی یہ کہ کھانا اچھا پکا ہوا ہو اس میں کمی نہیں آنی چاہئے بلکہ اگر ممکن ہو تو اس میں ہر سال زیادتی ہونی چاہئے۔اس لئے کہ ہمارا قدم ترقی کی طرف ہے اور ہر میدان میں ہمارا قدم ترقی کی طرف جانا چاہئے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس سال خاص طور پر احتیاط برتی جائے کہ کھانا ضائع نہ ہو۔نبی اکرم ﷺ نے تو اس بات پر اتنا زور دیا ہے۔کہ آپ اس بات کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔کہ کوئی شخص اپنی پلیٹ میں اتنا سالن ڈال لے کہ ایک لقمہ کے برابر سالن بچ جائے اور اس کا پیٹ بھر جائے۔کیونکہ اس طرح وہ لقمہ ضائع ہو جائے گا آپؐ فرماتے ہیں یہ لقمہ بھی کیوں ضائع ہو گیا کیونکہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے اس کی رحمت ہے جو غذا کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے اور تم اس کو ضائع کر کے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے والے بنتے ہو۔تم اپنی پلیٹ میں اتنا سالن ہی ڈالو جتنا تم کھا سکو اور پلیٹ میں کچھ بھی نہ بچے۔کیونکہ جو سالن پلیٹ میں بچ جاتا ہے وہ ضائع چلا جاتا ہے اسی طرح اپنے گھر میں بھی اتنا ہی پکاؤ جتنے کی ضرورت ہو گو ہماری جماعت میں تو بہت کم ہیں لیکن دنیا میں ایسے گھرانے بھی ہیں اور گھرانے کیا؟ دنیا کی بعض قومیں ایسی ہیں۔جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر ان کے دستر خوان کے ٹکڑے اکٹھے کئے جائیں تو گاندھی جی کی قوم کا پیٹ بھر جائے اور ان کو کوئی فکر نہ رہے۔غرض وہ خوراک کو اس قدر ضائع کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر قوم کو ابتلاؤں سے محفوظ رکھے ہندوستان کی جو حالت اس وقت ہے۔ہم اس سے خوش نہیں ہیں ہمیں ان کی یہ حالت دیکھ کر دکھ ہوتا ہے ہمیں ان پر رحم آتا ہے۔ہم انہیں حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔بلکہ انہیں رحم کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔مجھے تفصیل کا تو علم نہیں لیکن بعض اخباری خبروں میں یہ تھا۔(واللہ اعلم وہ خبریں ٹھیک بھی ہیں۔یا نہیں) یا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات ایسے کر دیئے

ہیں کہ بعض لوگوں نے بیس سیر چاول کے بدلہ اپنے بچے فروخت کر دیئے ہیں۔ یعنی بیس سیر چاول لے گئے اور بچہ فروخت کر دیا۔ غرض ہندوستان کے بعض حصوں میں اس حد تک غذائی قلت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے۔ کیونکہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ وہ شیطانوں کے چیلوں کو بھی کھلاتا ہے اس نے ابوجہل کی روزی پر بھی کوئی پابندی نہیں لگائی تھی اور دنیا میں جتنے انبیاء بھی گزرے ہیں وہ ان کے اشدترین مخالفوں کو بھی اس وقت تک روزی دیتا چلا گیا جب تک کہ اس نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ نہ کر لیا الا ماشاء اللہ بعض دفعہ قحط کی شکل میں بھی دنیا پر عذاب نازل ہوا ہے۔ لیکن عام طور پر ایسا ہی عذاب نازل ہوا ہے جس کے نتیجہ میں کفار بھوکے نہیں مرے بلکہ جب خدا تعالیٰ نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا تو اس کی کسی اور قہری تجلی نے انہیں کلیتاً ہلاک کر دیا اور ان کا نام ونشان بھی نہ چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی سب قوموں کو اپنی اس قسم کی قہری تجلی سے محفوظ رکھے۔ بہرحال اس وقت ہندوستان میں بھی غذائی قلت ہے۔ ان کے لئے بھی دعائیں کرنا چاہئے اور ہمارے ملک میں جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس قسم کی غذائی قلت تو نہیں ہے لیکن بہرحال ایک غذائی بحران ضرور ہے۔ بعض دفعہ کہہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ بجلی نہیں ہے اس لئے ملیں پوری طرح آٹا نہیں پیس رہیں اور ہم پورا آٹا نہیں دے سکتے یہ ٹھیک ہے بہرحال اس قسم کی تنگیاں ہمیں نظر آ رہی ہیں۔ میں یہاں کے رہنے والوں کو جو مہمانوں کے لئے اپنے گھروں میں کھانا لے کر جاتے ہیں یا جو جماعتی قیام گاہوں میں مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور جو میرے باہر سے آنے والے بھائی اور دوست ہیں انہیں بھی میں خاص طور پر نصیحت کروں گا۔ کہ اس سال یہ خیال رکھیں کہ کھانا کسی رنگ میں اور کسی شکل میں بھی ضائع نہ ہو۔ اگر ہم اس سال ضیاع میں سات آٹھ یا دس فیصدی بھی کمی کر لیں تو ہم اس سال زائد آنے والے مہمانوں کی غذائی ضرورتیں اس مقدار اغذیہ میں پوری کر لیں گے جو مقدار اغذیہ پچھلے سال استعمال ہوئی تھی کیونکہ کچھ نہ کچھ کھانا بہرحال بے احتیاطی سے ضائع ہو جاتا ہے مثلاً چھوٹے بچے کھانا لینے آتے ہیں وہ کوئی روٹی زمین پر گرا دیتے ہیں یا وہ کسی روٹی کو اس طرح توڑ دیتے ہیں کہ وہ کھانے والی نہیں رہتی یا کسی گھر والے نے بے احتیاطی کی اور کھانا زیادہ منگوا لیا۔ مہمان آدھا کھانا کھا سکے اور آدھا نہ کھا سکے بہرحال ضیاع کی بہت سی وجوہات ہیں اور بہت سے سوراخ ہیں۔ جن کے اندر سے ضیاع گھستا ہے اور جماعت کو نقصان پہنچتا ہے میں کہوں گا کہ ضیاع کا ہر سوراخ بند کر دو اور خدا تعالیٰ کے کھانے میں سے ایک لقمہ بھی ضائع نہ ہو ربوہ والے بھی اس بات کا خیال

رکھیں اور باہر سے آنے والے دوست بھی اس بات کا خیال رکھیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کا اس رنگ میں شکر ادا کریں گے تو میں سمجھتا ہوں وہ ہمارے گھروں کے کھانوں میں بھی بڑی برکت دے گا اور اس وقت جو غذائی بحران ہے۔ اس سے بھی ہمیں بہت حد تک محفوظ رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر کام اس کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے کرنے والے ہوں اور شیطان کا کوئی حصہ بھی ہمارے اعمال میں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحم سے ہماری ان کوششوں کو قبول کرے جو ہم اپنے خیال میں اس کے لئے کر رہے ہیں اگر کوئی رخنہ، اگر کوئی گناہ، اگر کوئی کمزوری، اگر کوئی نقص اگر کوئی کوتاہی ان میں رہ جائے تو وہ ان تمام کوتاہیوں کو اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے ڈھانپ لے اور ہم معصوم تو نہیں ہوں گے لیکن وہ ہماری زندگیوں کو ایسا بنا دے کہ اس کی نگاہ میں اس کی رحمت کی نگاہ میں اس کی مغفرت کی نگاہ میں ہماری زندگیاں معصومانہ زندگیاں ہی بن جائیں اور ہم ان تمام فضلوں کے وارث بنیں جن فضلوں کے وہ سب انبیاء وارث بنتے رہے ہیں جو حقیقتاً اس کی نگاہ میں اور دنیا کی نگاہ میں اور اپنے نفسوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے معصومانہ زندگی گزارتے رہے ہیں۔ (آمین ثم آمین)

☆......☆......☆